اذان کے کلمات

تعداد کلمات اذان:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ!

(۱) اذان یا اقامت جو کہتے ہیں، دودو بار الفاظ کہتے ہیں، کس حدیث سے ثابت ہے؟

(۲) مقلدین کی مسجد میں کوئی شخص اذان یا اقامت میں الفاظ ایک ایک بار کہے، تو کیا اس پر اکتفا کریں یا دوسری دفعہ اس کا اعادہ کیا جائے؟

الجواب

(۱) سب سے اول جو نمازیوں کو بلانے کے طریقے میں مشہور ہوا، رات کو حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے خواب میں فرشتے کو دیکھا، اس نے اذان و اقامت سکھائی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے خوابوں کو حق قرار دیا، وحی کے مطابق سمجھا، ان میں اذان اور تکبیر ایسے ہی ہے، جیسے حنفی حضرات پڑھتے ہیں، تکبیر اول چار مرتبہ، پھر دودو، آخر میں کلمہ ایک، یہی قوی ترین دلیل ہے۔

یہ مسئلہ ائمۂ مجتہدین کا اختلافی ہے، مگر صرف اقامت میں، اذان میں کوئی بھی ایک ایک کا قائل نہیں ہے، جن کے نزدیک جو راجح وقوی ہے، وہی سنت ہے۔ اس کے بغیر سنت ادا نہ ہوگی، ترک سنت کے ساتھ نماز ہوگی۔(۱) سنت

(۱) كذا في المشكوٰة: عبد الله بن زيد بن عبد ربه قال: لما أمر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بالناقوس يعمل ليضرب به... قال: أفلا أدلك علىٰ ما هو خير من ذلك؟ فقلت له بلىٰ قال: فقال: تقول ألله أكبر إلىٰ آخره وكذا الإقامة فلما أصبحت... الخ. (باب الأذان: ٦٤/١، طبع قديمي، كتب خانة كراچى)

وكذا في البدائع الصنائع، حديث عبد الله بن زيد وفيه التكبير أربع مرات بصوتهن... الخ. (فصل وأما بيان كيفية الأذان: ١٤٧/١، طبع رشيدية، كوئٹة)

والحديث أخرجه البخاري في خلق أفعال العباد، باب أفعال العباد: ٥٤/١، وابن أبي شيبة في تاريخ المدينة، موافقات أخرىٰ عن عروة بن رويم: ٨٦٧/٣، وأبو داؤد في سننه، باب كيف الأذان (ح: ٤٩٩)، وابن الجارود في المنتقىٰ، باب ماجاء في الأذان (ح: ١٥٨)، ابن حبان في صحيحه (ح: ١٦٧٩)، والبيهقي في السنن الصغير، باب السنة في الأذان والإقامة للصلاة (ح: ٢٧٣) والكبرىٰ، باب بدء الأذان (ح: ١٨٣٥) انيس)

طریقہ ہونے کے لئے دوبارہ کہنا چاہئے۔نہ کہا تو نماز میں کوئی خلل نہیں۔(۱)

(۲) اذان مسنون ادانہ ہوئی؛اس لئے اعادہ کیا جائے۔(۲)البتہ تکرار اقامت مشروع نہیں۔(۳)

(فتاویٰ مفتی محمود:۸۱۹/۱)

کلمات اذان میں کمی بیشی:

سوال: اذان میں کمی بیشی،مثلاً ایک لفظ کوایک وقت ادا کرنے کے بجائے مستقلاً تین چار مرتبہ ادا کرنا کیسا ہے؟

(سید اشرف الدین،کنڈاکرتی)

الجواب

اذان کے جوکلمات جتنی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں،اتنی ہی بار کہنا درست ہے،اس میں اپنی طرف سے ترمیم،کمی یا اضافہ مکروہ ہے،علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

”وأما بيان كيفية الأذان فهوعلى الكيفية المعهودة المتواترة من غيرزيادة ولا نقصان عند عامة العلماء“.(۳)

”اذان کی کیفیت کا بیان یہ ہے کہ وہ اسی طریقہ پردی جائے جوتواتر کے ساتھ منقول ہے،جمہور علما کے نزدیک نہ اس میں زیادتی کی جاسکتی ہے اور نہ کمی“۔

(۱) كذا في آثار السنن:عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال:إنما كان الأذان علىٰ عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مرتين مرتين والإقامة مرة مرة غير أنه يقول قد قامت الصلاة قد قامت الصلاة.رواه أحمد.(باب إفراد الإقامة:٦٤،طبع،دار الحديث،ملتان)

أخرجه الإمام أحمد في مسنده،من مسند عبدالله بن عمر (ح: ٥٥٦٩)/وأبوداؤد سننه ،باب في الإقامة (ح:٥١٠)/والنسائي في السنن الكبرىٰ،كيف الإقامة (ح: ١٦٤٤)/والدولابي في الكنىٰ والأسماء،أبوالمثنى مسلم عن عبدالله بن عمر (ح: ١٧٢٥)/وابن خزيمة في صحيحه،باب ذكر الخبر المفسر للفظة المجملة (ح: ٣٧٤)/وابن حبان في صحيحه،ذكر وصف الإقامة التي كان يقام بها الصلاة (ح: ١٦٧٣)/والبغوي في شرح السنة،باب الأذان والإقامة وأنه مثنىٰ والإقامة فرادا(ح:٤٠٦)انيس)

(۲) كذا في الشامية:ويجوز بلا كراهة أذان صبي مراهق...ويكره أذان جنب ...وأذان امرأة وخنثىٰ وفاسق...الخ،باب الأذان: ٣٩٢/١،طبع،ايچ،ايم سعيد،كراچي)

(۳) كذا في آثار السنن:عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال:إنما كان الأذان...و الإقامة مرة مرة ...الخ.(باب إفراد الإقامة:٦٤،طبع،دار الحديث،ملتان)

تقدم تخريجه في حاشية:١.انيس

(۳) بدائع الصنائع:٣٦٥/١۔

نیز علامہ ابن نجیم مصری ''شرح مہذب'' سے نقل کرتے ہیں کہ اذان میں ''حیّ علیٰ خیر العمل'' کہنا مکروہ ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور اذان میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ مکروہ ہے۔

''والزیادة فی الأذان مکروهة''. (۱) (کتاب الفتاویٰ: ۲/۱۴۴-۱۴۵)

اذان میں اضافہ:

سوال: کیا اذان کے ساتھ پہلے یا بعد میں کچھ کلمات کا اضافہ کرنے سے اذان شریعت کے مطابق ہو جاتی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

شرعی اذان تو وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے، (۲) اس میں مزید کلمات کا اضافہ جائز نہیں، اور اضافہ کے بعد وہ شرعی اذان نہیں رہے گی، بلکہ ایک نئے دین کی نئی اذان بن جائے گی۔ (۳)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۲۹۱)

---

(۱) البحر الرائق: ۱/۴۵۰۔

فرع: یکره أن یقال فی الأذان حی علی خیر العمل، لأنه لم یثبت عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم و روی البیهقی فیه شیئاً موقوفاً علی ابن عمر وعلی بن الحسین رضی اللّٰه عنهم، قال البیهقی: لم تثبت هذه اللفظة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فنحن نکره الزیادة فی الأذان، واللّٰه أعلم. (المجموع شرح المهذب، باب الأذان: ۳/۹۸. انیس)

(۲) ''عن عبد اللّٰه بن زید بن عبد ربه رضی اللّٰه عنه قال: '' لما أمر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بالناقوس یعمل لیضرب به للناس لجمع الصلوٰة، طاف بی وأنا نائم رجل یحمل ناقوسًا فی یده، فقلت له: '' یاعبد اللّٰه أ تبیع الناقوس'' ؟ فقال: ماتصنع به؟ فقلت: '' ندعوبه إلی الصلوٰة''، قال: أفلا أدلک علیٰ ما هوخیر من ذلک؟ فقلت له: بلیٰ، قال: '' تقول: اللّٰه أکبر، اللّٰه أکبر، اللّٰه أکبر، اللّٰه أکبر، أشهدأن لا إله إلااللّٰه، أشهدأن لا إله إلااللّٰه. أشهدأن محمدرسول اللّٰه، أشهدأن محمدارسول اللّٰه، حی علی الصلاة، حی علی الصلاة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللّٰه أکبر، اللّٰه أکبر، لاإله إلااللّٰه، ... قال: فلما أصبحت أتیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فأخبرته بمارأیت، فقال: '' إنها لرؤیا حق إن شاء اللّٰه، فقم مع بلال''، فجلعت ألقیها علیه ویؤذن به، قال: '' سمع ذلک عمربن الخطاب. رضی اللّٰه عنه. وهوفی بیته فخرج یجرر داءه یقول: '' والذی بعثک بالحق یارسول اللّٰه ! لقد رأیت مثل مارأی''، فقال علیه الصلوٰة والسلام: '' فللّٰه الحمد''. (سنن أبی داؤد، باب کیف الأذان (ح: ۴۹۹)/سنن ابن ماجة، باب بدء الأذان (ح: ۷۰۶)/مسند أحمد، حدیث عبداللّٰه بن زیدبن عبدربه (ح: ۱۶۴۷۸)/المنتقی لابن الجارود، باب ماجاء فی الأذان (ح: ۱۵۸)/صحیح ابن حبان، ذکر الخبر المصرح بأن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم (۱۶۷۹) انیس)

(۳) کما فی روایة عائشة رضی اللّٰه عنها قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ''من أحدث فی أمرنا هٰذا ما لیس منه فهوردٌّ''. (الصحیح لمسلم، کتاب الأقضیة، باب نقض الأحکام الباطلة ورد محدثات الأمور (ح: ۱۷۱۸)

قال محمد: الصلاة خیر من النوم یکون ذلک فی نداء الصبح بعدالفراغ من النداء ولایجب أن یزاد فی النداء مالم یکن منه. (موطأ إمام محمّد، باب الأذان والتثویب (ح: ۹۲): ۴۶)

شیعہ کی اذان میں اضافہ اوراس کی حیثیت:

سوال: شیعہ اپنی مساجد وغیرہ مقامات پر بوقت اذان بآواز بلند کلمہ "أشهد أن أمير المؤمنين وإمام المتقين علياً ولی الله ووصی رسول الله ياحجة الله" ادا کرتے ہیں، کیا اہل سنت وجماعت کو ایسے کلمات سننا جائز ہے؟

الجواب

روافض کا اذان میں یہ کلمہ بڑھانا خلاف ہے احادیث صحیحہ کے، جو اذان کے بارے میں مروی ہیں۔(۱) لہٰذا بدعت اور ممنوع ہے اور اگر اس کے ساتھ لفظ "خليفة رسول الله بلافصل" بھی بڑھا دیویں، جیسا کہ بعض جگہ ایسا ہوا ہے تو یہ اور بھی زیادہ برا ہے۔ کیونکہ یہ کذب اور افترا ہے۔ کیونکہ درحقیقت خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ پس ترتیب خلافت اس طریق سے ہے۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنا حرام ہے اور بدعت ہے۔(۲)

الغرض اذان میں وہ کلمات بڑھانا جو سوال میں منقول ہیں، اہل سنت وجماعت کے نزدیک جائز نہیں ہے، یہ روافض خذلهم الله تعالیٰ کی بدعات ومخترعات میں سے ہے، حنفیہ وشافعیہ وغیرہما اس کی اجازت نہیں دیتے۔(۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۸/۲-۱۰۹)

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے: مشکوٰۃ، باب الأذان، ٦٣، ظفیر

(۲) وأفضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ،الخ، أبوبكر الصديق،الخ،ثم عمر بن الخطاب،الخ،ثم عثمان،الخ،ثم علي بن أبي طالب،الخ.(شرح فقه أكبر: ٧٤،ظفير)

عن سويد مولى عمرو بن حريث عن عمرو بن حريث قال:سمعت علي بن أبي طالب يقول :خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم أبوبكر وعمرو عثمان(رضي الله عنهم) .(شرح مذاهب أهل السنة لابن شاهين،باب من التفضيل بين الصحابة (ح:١٩٦)/حلية الأولياء وطبقات الأصفياء:٣٥٨/٨)

عن الهمداني قال:قلت لعلي بن أبي طالب:ياأباالحسن!من أفضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:الذي لايشك فيه والحمدلله أبوبكر بن أبي قحافة،قال:قلت:ثم من ياأباالحسن؟قال:الذي لايشك فيه والحمدلله عمر بن الخطاب.(شرح مذاهب أهل السنة لابن شاهين،باب من التفضيل بين الصحابة (ح:١٩٧)

عن ابن أبي ليلىٰ قال:تداروا في أمر أبي بكر وعمر،فقال رجل من عطارد:عمر أفضل من أبي بكر، فقال الجارود: بل أبوبكر، أبوبكر أفضل منه ، قال: فبلغ ذلك عمر، قال:فجعل ضرباً بالدرة حتى شغر برجليه ثم أقبل إلى الجارود فقال:إليك عني، ثم قال عمر: أبوبكر كان خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم في كذا وكذا، قال: ثم قال عمر: من قال غير هذا أقمنا عليه ما نقيم على المفتري.(فضائل الصحابة للإمام أحمد ، باب خير هذه الأمة بعد نبيها (ح:٣٩٦)انيس)

(۳) كذا في البحر الرائق ،باب الأذان: ٣٦١/١،بيروت/وفي المجموع شرح المهذب،باب الأذان:٩٨/٣.انيس

اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثابت نہیں:

سوال: شیعہ صاحبان اپنی اذان میں بآواز بلند ان مقامات میں جہاں مکانات اہل سنت والجماعت کے ملحق بہ مسجد شیعان ہیں مندرجۂ ذیل کلمات بھی کہتے ہیں:

"علی ولی اللّٰہ ووصی رسول اللّٰہ وخلیفتہ بلا فصل".

یہ کلمات تبرا میں داخل ہیں یا نہیں، اور پانچوں وقت اذان میں ہم لوگوں کو سننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ الفاظ اگرچہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہیں، مگر حدود تبرا میں داخل نہیں ہیں اور سنیوں کو ان کے سننے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔(۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۶۱/۳)

اذان میں "حیّ علی الفلاح" کی جگہ "حیّ علیٰ خیر العمل" کہنا کیسا ہے:

سوال: پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے "حی علی الفلاح" کے "حی علیٰ خیر العمل" کہنا درست ہے یا نہیں؟ کوئی حدیث موجود ہے یا نہیں اور متقدمین اور متاخرین کا کیا عمل رہا ہے؟

الجواب

پنجگانہ نماز کی اذان میں بجائے "حی علی الفلاح" کے "حی علیٰ خیر العمل" کہنا جائز نہیں ہے۔ تمام احادیث صحیحہ میں "حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح" وارد ہے، ملک نازل من السماء کی اذان میں یہ ہی کلمات ہیں "حی علیٰ خیر العمل" نہیں ہے،(۲) اور فرشتہ "نازل من السماء" ہی کی اذان اس بارہ میں

(۱) والزیادۃ فی الأذان مکروھۃ، الخ. (البحر الرائق، باب الأذان: ۳۶۱/۱، ط: بیروت، لبنان)

(۲) دیکھئے مشکوٰۃ، باب الأذان: ۶۳-۶۴، نیز حدیث میں صراحت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواذان سکھائی ہے، اس میں "حیّ علی الفلاح" ہے:

عن أبی محذورۃ رضی اللّٰہ عنہ. قال: ألقی علیّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم التأذین ھو بنفسہ فقال: قل: "اللّٰہ أکبر، اللّٰہ أکبر، اللّٰہ أکبر، اللّٰہ أکبر، أشھد أن لا إلہ إلا اللّٰہ، أشھد أن لا إلہ إلا اللّٰہ، أشھد أن محمدًا رسول اللّٰہ، أشھد أن محمدًا رسول اللّٰہ، حی علی الصلوٰۃ، حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، الخ، رواہ مسلم. (مشکوٰۃ، باب الأذان: ۶۳-۶۴، ظفیر)

أخرجہ بھذا اللفظ الإمام أحمد فی مسندہ، فی باب: أبی محذورۃ المؤذن (ح: ۱۵۳۸۰)/ والإمام الشافعی فی السنن الماثورۃ، باب ماجاء فی الأذان: ۲۹۰/۱/ ومسلم فی صحیحہ فی باب صفۃ الأذان (۳۷۹:) بلفظ علمہ ھذا الأذان .../انیس)

اصل ہے، اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت وقائم رکھا، اس پر سب صحابہ اور تمام امت کا عمل درآمد رہا ہے اور ہے، خلاف سنت متوارثہ اور خلاف اجماع کوئی امر اختیار کرنا سراسر گمراہی اور ضلالت ہے "من شذّ شذّ فی النار" (۱) حدیث شریف میں وارد ہے۔ تمام ائمہ دین کا یہی مسلک اور طریقہ ہے، کسی کا اس میں خلاف نہیں، (۲) بجز روافض کے۔ (**خذلهم الله تعالىٰ**) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۸/۲-۱۱۹)

اذان میں "حی علیٰ خیر العمل" کا اضافہ اہل تشیع کی بدعت ہے:

سوال: ہمارے گاؤں میں مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ نے تقریر کی اور دوران تقریر کہا کہ شیعوں کی اذان کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں، تو اس پر اگلے دن شیعہ نے جواب دیا کہ دیکھو! تمہاری کتاب "موطأ امام محمدؒ" میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ بھی اذان میں "**حی علیٰ خیر العمل**" کہتے تھے، اس بارے میں وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ درست ہے؟ (امیر الدین۔ باقر شاہ، تحصیل: علی پور)

الجواب

شیعہ مذکور کی بات درست نہیں، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو اذان منقول ہے، اس میں کسی صحیح روایت میں "**حی علیٰ خیر العمل**" کا اضافہ مذکور نہیں۔

قال البیهقی: لم یثبت هذا اللفظ عن رسول الله صلی الله تعالىٰ علیه وسلم فیما علم بلالاً و أبا محذورة ونحن نکره الزیادة فیه، آه. (۳)

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال اور حضرت ابومحذورہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو جو اذان سکھلائی، اس میں کہیں یہ لفظ ثابت نہیں اور ہم بھی اسے ناپسند سمجھتے ہیں۔

قال النووی فی شرح المهذب: یکره أن یقال فی الأذان "حی علیٰ خیر العمل"؛ لأنه لم یثبت عن رسول الله صلی الله تعالىٰ علیه وسلم والزیادة فی الأذان مکروهة عندنا. (۴)

(۱) سنن الترمذی، باب ماجاء فی لزوم الجماعة (ح: ۲۱۶۷)/ السنة لابن أبی عاصم، باب ماذکر عن النبی صلی الله علیه وسلم من أمره لزوم الجماعة (ح: ۸۰)/ الکنیٰ والأسماء للدولابی، ذکر من کنیته أبوعبدالله (ح: ۱۴۳۱)/ المستدرک للحاکم، ومنهم یحیٰ بن أبی المطاع القرشی (ح: ۳۹۶)/ الأسماء والصفات للبیهقی، باب ماجاء فی إثبات الیدین الصفتین (ح: ۷۰۱) انیس

(۲) فی شرح المهذب للشافعیة: یکره أن یقال فی الأذان: حی علیٰ خیر العمل؛ لأنه لم یثبت عن النبی صلی الله علیه وسلم والزیادة فی الأذان مکروهة، آه، وقد سمعناه الآن عن الزیدیة ببعض البلاد. (البحر الرائق، باب الأذان: ۲۷۵/۱، ظفیر)

(۳) السنن الکبریٰ للبیهقی، باب ماروی فی حی علی خیر العمل: ۶۲۵/۱. فی ضمن رقم الحدیث: ۱۹۹۴، انیس

(۴) المجموع شرح المهذب، باب الأذان: ۹۸/۳. انیس

علامہ نووی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ اذان میں "حی علٰی خیر العمل" کا لفظ مکروہ ہے۔اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں،اوراذان میں کوئی کلمہ زیادہ کرنا مکروہ ہے۔

وفی منهاج السنة لأحمد بن عبد الحليم الشهيربابن تيمية:هم- أى الروافض- زادوا فى الأذان شعارًا لم يكن يعرف علٰى عهد النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم وهو"حى علٰى خيرالعمل". (۱)

علامہ ابن تیمیہ منہاج السنہ میں فرماتے ہیں کہ اہل تشیع نے "حی علٰی خیر العمل" کے کلمہ کو اپنی طرف سے اذان میں اپنا شعار بنالیا ہے، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہیں نہیں تھا۔

اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں یہ روایت ثابت بھی ہوجائے،تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عمر کا یہ کلمہ بطور تثویب کہتے تھے،تثویب کا معنی ہے اذان واقامت کے درمیانی وقفہ میں کسی لفظ یا عمل سے جماعت کی دوبارہ اطلاع دینا،اس میں علما کا اختلاف ہے کہ یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟ لیکن حضرت ابن عمر اس کلمہ کو اذان کے جزو کے طور پر ہرگز نہ کہتے تھے۔

آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کے مؤذن جنہوں نے براہِ راست آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام سے اذان سیکھی اور آپ کی خدمت اقدس میں ایک عرصہ تک اذان دیتے رہے،ان کی اذان میں کہیں یہ لفظ منقول نہیں،اگر یہ اضافہ ہوتا تو ضرور کہیں نہ کہیں منقول ہوتا۔

ونحن نعلم بالاضطرارأن الأذان الذى كان يؤذنه بلال وابن أم مكتوم.رضى الله عنهما.فى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة وأبومحذورة.رضى الله عنه.بمكة وسعد القرظى فى قباء لم يكن فى أذانهم هذا الشعارالرافضى ولوكان فيه لنقله المسلمون ولم يمهلوه كما نقلوا ماهوأيسرمنه فلما لم يكن فى الذين نقلوا الأذان من ذكرهذه الزيادة علم أنها بدعة باطلة وهٰؤلاء الأربعة كانوا يؤذنون بأمرالنبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم ومنه تعلموا الأذان و كانوا يؤذنون فى أفضل المساجد مسجد مكة والمدينة ومسجد قباء وأذانهم متواترعند العامة والخاصة،آه. (۲)(كلها من التعليق الممجد علٰى موطأ محمد:۸٤)

البحر الرائق میں ہے:

يكره أن يقال فى الأذان:"حى علٰى خيرالعمل"؛لأنه لم يثبت عن النبى صلى الله تعالٰى عليه و سلم والزيادة فى الأذان مكروهة،آه،وقد سمعناه الاٰن عن الزيدية ببعض البلاد،آه. (۲۷۵/۱) **فقط والله أعلم**

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ،مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۳/۱۴۱۱ھ۔(خیر الفتاویٰ:۲/۲۳۷۔۲۳۹)

(۱۔۲) منهاج السنة النبوية،الردعلى الرافضى أن عثمان زادالأذان:۲۹۳/٦۔۲۹٤.انيس

شیعوں کی اذان کافی ہے یا نہیں:

سوال: ایک مسجد کو اہل شیعہ نے صرف اپنے لئے بنایا اور بعد میں حنفیہ کو بھی اس مسجد میں نماز جماعت سے پڑھنے کی اجازت دیدی مگر شیعہ نے ایک شرط یہ کی کہ اذان صرف ایک ہوگی اگر تمہاری اذان پہلے ہوگئی تو ہم اپنی اذان نہیں کہیں گے، اگر ہماری اذان پہلے تو پھر تمہاری اذان نہیں ہوگی، اسی اذان سے نماز پڑھنی ہوگی تو شیعہ کی اذان سے حنفیہ اپنی نماز جماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہ؟

الجواب

شیعہ کی اذان (۱) سے سنیت اذان نہ ہوگی۔ لہٰذا دوبارہ کہنا اذان کا موافق اذان اہل سنت وجماعت ضروری ہے اور شیعہ کی اذان کافی نہیں ہے۔ لہٰذا شیعہ کی اس شرط کو تسلیم نہ کیا جائے اور اپنی اذان ہر ایک وقت میں کہی جائے اور اگر شیعہ اس کو نہ مانیں تو ان کی مسجد میں نماز نہ پڑھیں کہ اذان شعار اسلام سے ہے، (۲) ترک کرنا اس کا جائز نہیں ہے اور شیعہ کی اذان چونکہ شریعت میں معتبر نہیں ہے، لہٰذا وہ کالعدم ہے۔ بلکہ ان کی اذان کے بعض کلمات معصیت ہیں، اس سے احتراز لازم ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۵/۲)

(۱) فی الأذان الشیعة یزیدون حی علی خیر العمل، مرتین بعد حی علی الفلاح ویثنون لاإله إلااللّٰه وحالیاً یزیدون بعد الشهادتین أشهدأن علیاً ولی اللّٰه، أشهد ان علیاً أمیر المؤمنین وأولاده المعصومین حجة اللّٰه. (الشیعة هم العدوفاحذرهم، آراء فقهیة شاذة فی دین الشیعة: ۱۰۱/۱. انیس)

(۲) الأذان سنة لأداء المکتوبات بالجماعة، الخ، الأذان خمس عشرة کلمة وآخره عندنا لا إلٰه إلا اللّٰه وهی اللّٰه أکبر اللّٰه أکبر، الخ. (الفتاویٰ الهندیة، ط: مصر، الباب الثانی فی الأذان: ۵۰/۱-۵۲)

(قوله کالواجب) بل أطلق بعضهم اسم الواجب علیه لقول محمد: لواجتمع أهل بلدة علیٰ ترکه قاتلتهم علیه ولو ترکه واحد ضربته وحبسته، الخ، والقتال علیه لما أنه من أعلام الدین وفی ترکه استخفاف ظاهر به، الخ. (ردالمحتار، باب الأذان: ۳۵۷/۱، ظفیر)

وفضائل الأذان ترجع إلی أنه من شعائر الإسلام وبه تصیر الدار دار السلام ولهذا کان النبی صلی الله علیه وسلم إن سمع الأذان أمسک وإلا أغار وأنه شعبة من شعب النبوة لأنه حث علی أعظم الأرکان وأم القربات، ولایرضی اللّٰه ولایغضب الشیطان مثل مایکون فی الخیر المتعدی واعلاء کلمة الحق، الخ. (حجة اللّٰه البالغة، الأذان: ۳۲٤/۱)

أقول: هذه العبادة من أعظم شعائر الإسلام وأشهر معالم الدین فإنها وقعت المواظبة علیهامن شرعها اللّٰه - سبحانه وتعالیٰ - إلی أن مات رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فی لیل ونهار، وحضر وسفر، ولم یسمع بأنه وقع الاخلال بها أو الترخیص فی ترکها. (الدرر البهیة والروضة الندیة والتعلیقات، حکم الأذان: ٤٤/۱ ۲)

ویحصل من الأذان الاعلام بدخول الوقت والدعاء إلی الجماعة وإظهار شعائر الاسلام. (خلاصة الکلام شرح عمدة الأحکام، باب الأذان: ۵۸/۱. انیس)

اہل تشیع کی اذان کا جواب نہ دیا جائے:

سوال: شیعہ کی اذان کا جواب دیا جائے یا نہ؟

(سائل عبداللہ، میانوالی)

الجواب

نہ دیا جائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس، ملتان۔۷/۱۱/۱۴۰۰ھ۔(خیر الفتاویٰ:۲/۲۲۸)

اذان واقامت کے اختتام پر محمد رسول اللہ کا اضافہ:

سوال: اذان واقامت اور دعا بعد صلوٰۃ جماعت کا اختتام صرف "لا الٰہ الا اللّٰہ" پڑھنا چاہئے یا "محمد رسول اللّٰہ" بھی کہنا چاہئے؟

(المستفتی نمبر:۶۶۱، حمید الدین احمد، ضلع رنگپور۔۲۸/رجب ۱۳۵۴ھ، م ۲۷/اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(۱) ۸۷۔ ماحکم مایزیده بعض المبتدعة-الروافض وغیرهم-فی الأذان من ألفاظ لم ترد فی الشرع کقول بعضهم حی علی خیرالعمل هل هذه الزیادة تبطل الأذان؟

ج: تبطل الأذان لأن الأذان قربة وعبادة لایجوزأن یدخل فیهاأحدزیادة علی ماجاء عن النبی صلی الله علیه وسلم بل إن هذه الزیادة تعتبرتغییراًأوبدعة محدثة فیبطل بهاالأذان وتبطل بهاهذه العبادةفالذی یزیدفی الأذان هوکالذی یزید فی الصلاة وفی أعمال الحج ومأأشبه ذلک.(المفیدفی تقریب أحکام الأذان،القسم الخامس فتاویٰ فی مبطلات الأذان: ١/٦٤)

ولاخلاف فی أن الأذان المشروع هوماکان علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولیس لأحد أن یزید فیه أوینقصمنه.

ولکننی عندماسمعت آذانهم وجدتهم یزیدون بعدالشهادتین:"أشهدأن علیاًولی الله،أشهدأن علیاً أمیر المؤمنین،وأولاده المعصومین حجة الله"،بحثت فی کتاب مستمسک العروةالوثقیٰ للمرجع السابق محسن الحکیم،فوجدته یقررأن الشهادة بالولایة لیست جزءاًمن الأذان والإقامة بلاخلاف ولاإشکال.

وینقل عن محکی الفقیه قوله:هذا هوالأذان الصحیح لایزادفیه ولاینقص منه.والمفوضة لعنهم الله قدوضعوا أخباراً زادوابهافی الأذان:"محمد وآل محمد خیرالبریة"مرتین.وفی بعض رواتهم بعد"أشهدأن محمداًرسول الله""أشهدأن علیاًولی الله"مرتین.

ومنهم من روی بدل ذلک"أشهدأن علیاًأمیرالمؤمنین حقاً"مرتین،ولاشک فی أن علیاًولی الله وأمیرالمؤمنین حقاً،وأن محمد وآل محمدصلی الله علیهم خیرالبریة لکن لیس ذلک فی أصل الأذان.(مع الإثنیٰ عشریة فی الأصول والفروع،ثانیاالأذان: ١/٩٧٦.انیس)

الجواب

اذان اور اقامت کے آخر میں تو بے شک صرف ''لا إلٰه إلا الله'' پر اذان و اقامت ختم ہوتی ہے،(۱) اس کے بعد ''محمد رسول الله'' کا اضافہ نہیں کرنا چاہئے اور بعد جماعت کے بھی ادعیۂ ماثورہ میں ''محمد رسول الله'' کا اضافہ اپنی طرف سے نہیں کرنا چاہئے، دعائے ماثورہ کے جتنے الفاظ حدیثوں میں ثابت اور منقول ہوں اس کو انہیں الفاظ پر رکھنا چاہئے، اگر اذان اور اقامت کے اخیر میں ''محمد رسول الله'' کا اضافہ اسی آواز اور لہجے سے کیا جائے جس آواز اور لہجے سے اذان و اقامت کہی ہے تو یہ اضافہ بدعت ہے اور اگر آہستہ سے کوئی اپنے دل میں ''محمد رسول الله'' بھی کہہ لے تو یہ مباح ہوگا۔ اسی طرح کسی دعائے ماثورہ میں اپنی طرف سے یہ اضافہ مکروہ ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی:۳/۴۹-۵۰)

☆☆☆

(۱) جیسا کہ ملک نازل من السماء کی اذان میں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے! سنن أبي داؤد، باب كيف الأذان (ح: ٤٩٩)/ سنن ابن ماجة، باب بدء الأذان (ح: ٧٠٦)/ مسند أحمد، حديث عبدالله بن زيدبن عبدربه (ح: ١٦٤٧٨)/ المنتقى لابن الجارود، باب ماجاء في الأذان (ح: ١٥٨)/ صحيح ابن حبان، ذكر الخبر المصرح بأن النبي صلى الله عليه وسلم (١٦٧٩) انیس)

(۲) والزيادة في الأذان مكروهة، الخ. (البحر الرائق، باب الأذان: ١/٢٦١، ط بيروت)